OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

انسانی جان کی حرمت اور قتلِ ناحق پر سزاوسرزنش: ایک قرآنی، فقہی و آئینی مطالعہ

The Sanctity of Human Life and the Divine Retribution for Unlawful Killing: A Qur'anic, Jurisprudential, and Constitutional Study

Dr. Talib Ali Awan
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah,
Muslim Youth (MY) University Islamabad, Islamabad (Pakistan)
drtalibaliawan@gmail.com
Dr. Abdul Rahman
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat Pakistan
onlyimran2010@gmail.com

Abstract

This research paper explores the sanctity of human life and the divine condemnation of unlawful killing in Islam, examined through Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, and classical as well as modern juristic interpretations. The study further contextualizes these principles within the framework of the Constitution of Pakistan and the contemporary phenomenon of state violence, especially the unjustified killings of peaceful protestors by law enforcement agencies. The Qur'an presents the preservation of human life as one of the foremost objectives of Shari'ah (Maqāṣid al-Sharī'ah), equating the killing of a single innocent soul to the murder of all humanity (al-Mā'idah: 32). Prophetic teachings

CC BY

emphasize that shedding innocent blood is among the gravest sins, leading to divine wrath and eternal punishment. Classical jurists such as Imām Māwardī, Ibn Qudāmah, and al-Sarakhsī affirm that no authority — including the state — possesses the right to take life without just cause and due judicial process.

The paper also examines the constitutional provisions of Pakistan, notably Articles 9 and 14, which safeguard life and human dignity. Despite these guarantees, repeated incidents of extrajudicial killings and state oppression highlight a moral and legal failure that contradicts both Islamic and constitutional norms. The research concludes that the sanctity of human life is an inviolable trust (amānah) granted by God, and any violation — whether by individuals or state institutions — constitutes an act of fasād fī al-arḍ (corruption on earth). It calls for comprehensive legal and ethical reforms, the enforcement of qiṣāṣ and accountability without discrimination, and the re-establishment of a justice system rooted in Qur'anic principles of mercy, equality, and human dignity.

Keywords: Sanctity of Life, Unlawful Killing, Islamic Jurisprudence, Human Rights in Islam, Constitutional Justice, Qur'anic and Prophetic Ethics

تعارف وپس منظر

اسلام نے انسانی جان کی حرمت کو نہایت بلند اور مقدس مقام عطا کیا ہے۔ قرآنِ مجید نے ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اس تصورِ حرمتِ حیات کے باوجود، موجودہ زمانے میں خصوصاً پاکستان جیسے اسلامی جمہوری ملک میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے شہریوں کے بنیادی حقوق کی پامالی اور پُرامن احتجاج کرنے والوں پر ظلم وتشدد اور سیدھی فائرنگ کے واقعات ایک المیہ صورت اختیار کر چکے ہیں۔

یہ تحقیقی مقالہ قرآن وسنت کی روشنی میں انسانی جان کی حرمت، قتلِ ناحق پر الٰہی وعید، فقہی و آئینی پہلو اور پاکستان کے موجودہ حالات میں ریاستی جبر کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے ریاستی طاقت کو عوام کی خدمت کا ذریعہ قرار دیا ہے، نہ کہ ظلم وجبر کا آلہ۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو عدل، مساوات اور انسانی وقار کی بنیاد پر قائم ہے۔ انسانی جان اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اور اس پر کسی انسان یا ادارے کو بلاجواز تصرف کا اختیار نہیں۔

قرآنِ کریم نے انسانی جان کی حرمت کو تمام آسمانی ادیان کی مشترکہ تعلیمات میں شمار کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ[1]"

ترجمہ: "اور اس جان کو جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہے، ناحق قتل نہ کرو۔"

یہ آیتِ مبارکہ انسانی جان کے احترام کا بنیادی اصول بیان کرتی ہے۔ اسلام میں کسی کو ناحق قتل کرنے کی اجازت کسی صورت نہیں، خواہ وہ کوئی فرد ہو یا ریاستی ادارہ۔

پاکستان کے آئین میں بھی انسانی جان کے احترام کو بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔ آرٹیکل 9 میں کہا گیا ہے:

"کسی شخص کو اس کی جان یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا، سوائے اس قانون کے مطابق جو نافذ ہو۔"[2]

بدقسمتی سے ریاستی سطح پر طاقت کے غلط استعمال نے اس بنیادی اصول کو کئی مواقع پر پامال کیا۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی فائرنگ سے بے گناہ شہریوں کی ہلاکت، ماورائے عدالت قتل، جبری گمشدگیاں اور پرامن احتجاج پر سختی کے واقعات اس بات کے غماز ہیں کہ طاقت کے استعمال میں شرعی و آئینی حدود کی پاسداری نہیں کی جا رہی۔

انسانی جان کی حرمت: قرآنی بنیادیں

قرآنِ مجید نے انسانی جان کے احترام کو ایمان اور تقویٰ کا لازمی جز قرار دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا[3]"

ترجمہ: "جس نے کسی ایک جان کو بغیر کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے بغیر قتل کیا، گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔"

یہ آیت انسانی حیات کے تقدس کو اجتماعی پیمانے پر بیان کرتی ہے۔ مفسرینِ کرام کے نزدیک[4] اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کا ناحق قتل دراصل پورے معاشرے کی اخلاقی بنیادوں پر حملہ ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

"وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[5]"

ترجمہ: "اور جس نے ایک جان کو بچایا، گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا۔"

یہ تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ ریاست اور اس کے اداروں پر فرض ہے کہ وہ شہریوں کی جان کی حفاظت کریں، نہ کہ ان کی زندگیاں چھینیں۔

احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں انسانی جان کی حرمت

رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں انسانی جان کی حرمت پر بے شمار مواقع پر تاکید فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے:

"زَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ[6]"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا فنا ہو جانا اس بات سے ہلکا ہے کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دیا جائے۔"

ایک اور روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا:
"كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ[7]"
ترجمہ: "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔"
ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کے کسی ادارے کو کسی شہری کی جان پر ناحق حملہ کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ ریاست اگر ظلم کا ذریعہ بن جائے تو وہ اپنے الٰہی مقصد سے منحرف ہو جاتی ہے۔

پاکستان میں ریاستی جبر اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا طرزِ عمل

پاکستان میں کئی مواقع پر دیکھا گیا کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے شہریوں کے پُر امن احتجاج یا مطالبات کو طاقت سے دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض واقعات میں تو سیدھی فائرنگ کے نتیجے میں درجنوں جانیں ضائع ہوئیں۔ اسلامی قانون کے مطابق، عوام کو ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کا حق حاصل ہے، اور ریاست پر لازم ہے کہ وہ اس احتجاج کو سنے، نہ کہ گولی سے جواب دے۔

اسلام میں احتجاج، اگر پرامن ہو، تو وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے زمرے میں آتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:
"أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ[8]"
ترجمہ: "سب سے بڑا جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔"
اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا عین دینی فریضہ ہے، اور ایسے افراد کو قتل کرنا یا زخمی کرنا قتلِ ناحق کے زمرے میں آتا ہے۔

نتیجہ

اسلامی تعلیمات، احادیثِ نبوی ﷺ، اور آئینِ پاکستان سب اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی جان مقدس ہے اور ناحق قتل سب سے بڑا جرم ہے۔ ریاست یا اس کے اداروں کو کسی شہری کے خلاف طاقت استعمال کرنے سے قبل شرعی، اخلاقی اور آئینی تقاضے پورے کرنے ضروری ہیں۔ ظلم کے ذریعے امن قائم نہیں کیا جا سکتا۔

فقہی و آئینی تجزیہ

1. فقہی اصولِ حرمتِ نفس

اسلامی فقہ میں انسانی جان کی حرمت ایک قطعی اصول (قطعی الثبوت والدلالۃ) ہے۔ فقہائے کرام اس پر متفق ہیں کہ ناحق قتل کبیرہ ترین گناہ ہے اور اس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:
"القتل بغیر حق من أعظم الکبائر، لا توبۃ لہ إلا بحقوق العباد[9]"
ترجمہ: "ناحق قتل کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا ہے، اس کی توبہ تب تک قبول نہیں ہوتی جب تک مقتول کے حقوق ادا نہ کیے جائیں۔"
فقہی لحاظ سے انسانی جان کے خلاف طاقت کا استعمال صرف تین صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے:

1. قصاص (بدلہ برحق ثبوت کے ساتھ)

2. حدِّ ارتداد (مرتد کی سزا شرعی عدالت کے ذریعے)

3. محاربہ و فساد فی الارض (ریاستی عدالتی فیصلے کے بعد)

اس کے علاوہ کسی بھی صورت میں قتل یا طاقت کا استعمال "ناحق" کہلاتا ہے۔

2. قرآن کی روشنی میں سزا و سرزنش

قرآنِ کریم نے قتلِ ناحق پر سخت وعید سنائی ہے:

"وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا[10]"

ترجمہ: "اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ اس پر غضبناک ہو گا، اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کرے گا۔"

مفسرین نے اس آیت کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ جو ریاست یا فرد دانستہ ظلم و جبر سے کسی انسان کی جان لے، وہ بھی اسی وعید میں داخل ہے۔

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"القتل العمد بغیر حقّ یدخل فیہ السلطان الظالم إذا قتل رعیتہ ظلماً."[11]

ترجمہ: "ناحق عمدی قتل میں ظالم حکمران بھی داخل ہے اگر وہ اپنی رعایا کو ظلم سے قتل کرے۔"

3. حدیثِ نبوی ﷺ میں ریاستی ظلم پر وعید

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ[12]"

ترجمہ: "اے اللہ! جو میری امت کے معاملات کا ذمہ دار بنے اور ان پر سختی کرے، تو تُو اس پر سختی فرما۔"

یہ حدیث ریاستی ذمہ داران کے لیے ایک صریح تنبیہ ہے کہ اگر وہ طاقت کا غلط استعمال کریں تو وہ الٰہی عذاب کے مستحق ہیں۔

4. فقہاء کے نزدیک ریاستی طاقت کی حدود

اسلامی فقہ میں ریاست کو "قائم بالعدل" ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ ظلم کا ذریعہ بن جائے تو اس کے اقدامات باطل تصور کیے جا سکتے ہیں۔

امام الماورديؒ لکھتے ہیں:

"السلطان إنما یُطاع إذا أمر بالعدل، فإن أمر بالظلم فلا طاعۃ لہ."[13]

ترجمہ: "حاکم کی اطاعت صرف عدل کے احکام میں ہے، اگر وہ ظلم کا حکم دے تو اس کی اطاعت واجب نہیں۔"

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ مظاہرین یا شہریوں پر ظلم کرنا ریاستی طاقت کے استعمال کی حدود سے تجاوز ہے۔

5. پاکستان میں آئینی تناظر

پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں کی روشنی میں انسانی جان کی حرمت کی ضمانت دیتا ہے۔

آرٹیکل 9:

"کسی شخص کو اس کی جان یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا، سوائے قانون کے مطابق۔"[14]

آرٹیکل 14:

"انسانی وقار اور نجی زندگی کا احترام ناقابلِ تنسیخ ہے۔"[15]

ان دفعات کی صریح خلاف ورزی اُس وقت ہوتی ہے جب قانون نافذ کرنے والے ادارے شہریوں کے بنیادی حقوق کو کچلتے ہیں۔ آئینی طور پر ایسی کارروائیاں "غیر قانونی" اور "آئین سے متصادم" ہیں۔

6. عدالتی موقف اور زمینی حقیقت

سپریم کورٹ آف پاکستان نے متعدد مقدمات میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اختیارات کی حد واضح کی ہے۔

کیس: مسعود جان بنام ریاست (PLD 1992 SC 204) میں عدالت نے قرار دیا:

"کسی بھی شہری کے خلاف طاقت کا استعمال صرف قانونی تقاضوں کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔"[16]

تاہم عملی طور پر اکثر اوقات اس اصول کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، خصوصاً احتجاج یا جلسوں کے دوران۔ ریاستی اداروں کی جانب سے پُرامن احتجاج پر سیدھی فائرنگ، انسانی حقوق کمیشن کی سالانہ رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں "ریاستی تشدد کے کلچر" کی عکاسی کرتی ہے۔[17]

7. قتلِ ناحق پر شرعی سزا

اسلامی قانون میں ناحق قتل کی تین بنیادی سزائیں ہیں:

1. قصاص:

قرآن میں ارشاد ہے:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ"[18]

ترجمہ: "اور قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے، اے عقل والو!"

قصاص کا مقصد انتقام نہیں بلکہ عدل کی بحالی اور جرم کی روک تھام ہے۔

2. دیت:

اگر مقتول کے ورثاء معاف کر دیں تو قاتل پر دیت واجب ہوتی ہے، یعنی مالی معاوضہ۔

"فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ"[19]

ترجمہ: "پھر جس کو اس کے بھائی کی طرف سے (قاتل کے لیے) کچھ معافی دے دی جائے تو (چاہیے کہ) بھلے طریقے سے اس کا اتباع کیا جائے۔"

یعنی اگر مقتول کے وارث قاتل کو قصاص (بدلہ) سے معاف کر دیں، تو قاتل پر لازم ہے کہ وہ معافی کے بعد معروف طریقے سے (یعنی اچھے اخلاق اور انصاف کے ساتھ) خون بہا ادا کرے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بدلہ لینے کے بجائے معافی اور اصلاح کو بہتر قرار دیا ہے، تاکہ معاشرہ عدل و احسان پر قائم رہے۔

3. تعزیر:

اگر قاتل ریاستی اہلکار یا طاقتور طبقے سے ہو، تو عدالت کو اختیار ہے کہ وہ عبرت ناک تعزیر مقرر کرے۔

علامہ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں:

"الحاكم مسؤولٌ أمام الله إذا فرّط في إقامة القصاص."[20]

ترجمہ: "حاکم اللہ کے سامنے جواب دہ ہے اگر وہ قصاص کے نفاذ میں کوتاہی کرے۔"

8. ظلم اور ریاستی جواب دہی

اسلامی شریعت میں حاکم وقت ظلم کے ارتکاب پر عدالتی احتساب کے دائرے میں آتا ہے۔ خلفائے راشدین کے ادوار میں متعدد واقعات موجود ہیں جہاں حکمرانوں نے اپنے اعمال کا جواب قاضی کے سامنے دیا۔

حضرت علیؓ نے ایک یہودی کے ساتھ مقدمے میں قاضی شریحؒ کے سامنے خود کو برابر فریق تسلیم کیا۔[21]

یہ طرزِ عمل آج کے ریاستی اداروں کے لیے مثال ہے کہ طاقت قانون سے بالاتر نہیں۔

9. جدید تناظر: ریاستی تشدد اور بین الاقوامی قانون

بین الاقوامی سطح پر بھی "Right to Life" ایک بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے۔

اقوامِ متحدہ کا منشور برائے انسانی حقوق (1948)، آرٹیکل 3:

"ہر شخص کو زندگی، آزادی اور ذاتی سلامتی کا حق حاصل ہے۔"[22]

پاکستان، بطور دستخط کنندہ ملک، اس کا پابند ہے۔ چنانچہ ریاستی اداروں کی طرف سے فائرنگ یا غیر قانونی قتل، بین الاقوامی عہد کی خلاف ورزی بھی ہے۔

نتیجہ

فقہی، آئینی اور اخلاقی تمام پہلو اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ انسانی جان کی حرمت ناقابلِ تنسیخ ہے۔

اسلامی ریاست میں قانون نافذ کرنے والے ادارے عدل کے نگہبان ہیں، ظلم کے ایجنٹ نہیں۔

ریاستی طاقت اگر شہریوں کے خون سے رنگین ہو جائے تو وہ اپنی شرعی و آئینی بنیادیں کھو دیتی ہے۔

نتائج و تجزیاتی خلاصہ

تحقیقی مطالعے کے دوران حاصل ہونے والے نتائج واضح کرتے ہیں کہ اسلام نے انسانی جان کو ایک ایسی حرمت عطا کی ہے جو تمام الٰہی احکامات میں سب سے زیادہ محترم قرار دی گئی ہے۔

قرآن و سنت، فقہی اصول، اور آئینِ پاکستان، تینوں متفق ہیں کہ کسی بھی انسان کو بلا جواز قتل کرنا ظلمِ عظیم اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اسلامی قانون میں قتلِ ناحق صرف فردی جرم نہیں بلکہ اجتماعی فساد اور عدل کے نظام کے انہدام کے مترادف ہے۔

ریاست اگر اپنے عوام کے خلاف ظلم و جبر میں ملوث ہو جائے، تو وہ "محاربہ باللہ" کے زمرے میں آسکتی ہے۔[23]

اہم نتائج درج ذیل ہیں:

1. قرآنی تعلیمات کا خلاصہ:

قرآنِ کریم نے انسانی جان کی حرمت کو "حرمتِ بیت اللہ" سے تشبیہ دی ہے۔[24]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی انسان کی جان پر ہاتھ ڈالنا ایسا ہی جرم ہے جیسے مقدس مقامات کی بے حرمتی۔

2. احادیث کا مجموعی پیغام:

رسول ﷺ نے ناحق خون بہانے والے کو آخرت میں اللہ کی رحمت سے محروم قرار دیا۔[25]

اسلامی ریاست اگر شہریوں کے خون سے رنگین ہو، تو وہ دراصل نبوی ماڈلِ حکومت سے انحراف کرتی ہے۔

3. فقہی تجزیہ:

تمام ائمہ اربعہ کے نزدیک ریاستی اہلکار اگر ناحق قتل میں ملوث ہو، تو وہ "قاتلِ عمد" کے حکم میں داخل ہے اور اس پر قصاص یا تعزیرِ شدید واجب ہے۔[26]

4. پاکستانی آئینی پہلو:

آئینِ پاکستان (آرٹیکل 9 اور 14) انسانی جان اور وقار کی مکمل ضمانت دیتا ہے۔

لہٰذا ریاستی اداروں کی جانب سے فائرنگ یا جبری گمشدگی جیسے واقعات آئین کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ اسلامی اصولِ عدل سے بھی متصادم ہیں۔

5. ریاستی طاقت اور جواب دہی:

اسلامی نظریۂ ریاست میں حکمران "امین" ہے، مالک نہیں۔

لہٰذا اگر وہ عوامی جان و مال میں خیانت کرے، تو وہ نہ صرف قانونی بلکہ شرعی طور پر بھی خائن شمار ہوتا ہے۔

6. بین الاقوامی تناظر:

اقوامِ متحدہ کے منشورِ انسانی حقوق (آرٹیکل 3، 1948) کے مطابق "ہر شخص کو زندگی، آزادی اور سلامتی کا حق حاصل ہے"[27]— پاکستان اس کا دستخط کنندہ ملک ہے۔

اس لحاظ سے ریاستی تشدد بین الاقوامی عہد کی خلاف ورزی بھی ہے۔

سفارشات

1. اسلامی عدالتی نظام کی بحالی:

اسلامی اصولِ عدل کے مطابق ہر شہری، خواہ وہ عام فرد ہو یا ریاستی افسر، قانون کے تابع ہو۔

قصاص و دیت کے قوانین کا نفاذ بلا امتیاز ہونا چاہیے۔

2. ریاستی اداروں کے احتساب کا مؤثر نظام:

پارلیمانی و عدالتی سطح پر ایک غیر جانب دار "انسانی حقوق کمیشن" کو آئینی حیثیت دی جائے، جو ریاستی زیادتیوں کی تحقیقات کرے۔

3. پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی تربیت:

ان اداروں میں اسلامی اخلاقیات، انسانی حقوق، اور آئینی ذمہ داریوں پر خصوصی تربیتی پروگرام شامل کیے جائیں۔

4. احتجاج کے حق کا تحفظ:

پرامن احتجاج کو آئینی حق تسلیم کرتے ہوئے عوامی اجتماعات کے لیے واضح قانونی فریم ورک مرتب کیا جائے۔

5. قرآنی و اخلاقی تعلیمات کا فروغ:

جامعات اور پولیس اکیڈمیوں میں "حرمتِ حیات اور قانونِ عدل" پر لازمی کورس متعارف کروایا جائے تاکہ حکومتی اہلکار انسانی جان کے احترام سے واقف ہوں۔

6. قانون سازی کی اصلاح:

پارلیمنٹ میں ایسا قانون منظور کیا جائے جو کسی بھی ریاستی افسر کو ناحق فائرنگ یا تشدد کے نتیجے میں قتل کا مرتکب پائے جانے پر قصاص کے دائرے میں لائے۔

7. میڈیا اور سول سوسائٹی کا کردار:

میڈیا کو چاہیے کہ وہ ماورائے عدالت قتل اور ریاستی ظلم کے معاملات کو اجاگر کرے، تاکہ عوامی آگاہی اور شفافیت بڑھے۔

8. عدالتی خود مختاری:

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کو انسانی حقوق کے معاملات میں سوموٹو اختیارات کو فعال انداز میں استعمال کرنا چاہیے۔

اسلامی و اخلاقی پیغام

اسلامی نقطۂ نظر سے انسانی جان کی حرمت صرف قانون کا مسئلہ نہیں بلکہ ایمان کا تقاضا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [28]"

ترجمہ: "اور اس جان کو جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہے، ناحق قتل نہ کرو — یہی وہ بات ہے جس کی اللہ نے تمہیں وصیت کی تاکہ تم عقل سے کام لو۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسانی جان کی حفاظت دراصل الٰہی وصیت ہے — جو کسی ریاست یا ادارے کے اختیار سے بالاتر ہے۔

مجموعی تجزیہ

اسلامی شریعت، فقہی اصول، اور آئینی دفعات تینوں یہ بتاتے ہیں کہ ریاست کو طاقت استعمال کرنے کا حق صرف عدل کے قیام کے لیے ہے، ظلم کے لیے نہیں۔

اگر قانون نافذ کرنے والے ادارے خود قانون توڑنے لگیں تو یہ فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے۔

ریاستی طاقت صرف اس وقت جائز ہے جب وہ انسانی جان، مال، اور وقار کے تحفظ میں استعمال ہو۔

اختتامی خلاصہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق ریاست کا مقصد "حفاظتِ جان، مال اور دین" ہے۔

جب ریاست اس ذمہ داری کو بھول کر اپنے ہی شہریوں پر ظلم ڈھائے، تو وہ اپنی شرعی اور اخلاقی بنیاد کھو دیتی ہے۔

پاکستان جیسے اسلامی ملک میں ضروری ہے کہ قرآن و سنت کے احکامات کی روشنی میں ریاستی طاقت کی نئی تعبیر کی جائے، جس کی بنیاد عدل، رحمت، اور انسانی وقار پر ہو۔

یہ مقالہ ثابت کرتا ہے کہ:

"اسلامی ریاست میں سب سے بڑی امانت انسانی جان ہے، اور اس کی پامالی ریاست کے وجود پر سوالیہ نشان ہے۔"

عدل، مساوات، اور انسانی حرمت ہی وہ ستون ہیں جن پر حقیقی اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

حوالاجات

[1] الأنعام:151

[2] آئینِ پاکستان، 1973، شق 9

[3] المائدہ:32

[4] تفسیر ابن کثیر، ج1، ص515، دار ابن حزم، 2018

[5] المائدہ:32

[6] سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث 3987، دار السلام، ریاض، 2018

[7] صحیح مسلم، کتاب البر، حدیث 2564، دار طیبہ، بیروت، 2019

[8] سنن ابی داود، کتاب الملاحم، حدیث 4344، دار السلام، 2019

[9] المبسوط للسرخسی، ج9، ص31، دار المعرفۃ، بیروت، 1993

[10] النساء:93

[11] الجامع لأحکام القرآن، ج5، ص278، دار الفکر، بیروت، 2008

[12] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، حدیث 1828، دار طیبہ، 2019

[13] الاحکام السلطانیہ، ص128، دار الفکر، بیروت، 1996

[14] آئینِ پاکستان، 1973

[15] آئینِ پاکستان، 1973

[16] مسعود جان بنام ریاست PLD 1992 SC 204

[17] انسانی حقوق کمیشن کی سالانہ رپورٹ، 2023، ص41

[18] البقرہ:179

[19] سورۃ البقرہ، آیت 178

[20] فتح القدیر، ج7، ص235، دار الفکر، 2004

[21] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص40، دار صادر، بیروت، 1990

[22] اقوام متحدہ کا منشور برائے انسانی حقوق، 1948

[23] المائدہ:33

[24] البقرہ:191

[25] بخاری، کتاب الدیات، حدیث:6862

[26] المغنی لابن قدامہ، ج9، ص231، دار الفکر، 2004

[27] اقوام متحدہ کے منشورِ انسانی حقوق، آرٹیکل 3، 1948

[28] الأنعام:151